سید کاشف گیلانی

پاکستان کے وفادار اور غدار کون؟

قیام پاکستان سے لے کر اب تک پاکستان میں قائم ہونے والی حکومتوں میں انتہائی سیاسی و نظریاتی بعد ہونے کے باوجود ایک قدر مشترک موجود رہی ہے وہ یہ کہ جب بھی کسی برسر اقتدار ٹولے نے اپنے ذاتی و گروہی مفاد کے لئے کام کرنا چاہا تو اس نے پاکستان کے عوام کو پنجابیوں والا "جھاکا" دے کر ان کا رخ مخالفین تحریک پاکستان کی طرف موڑ دیا اور لوگوں کو اس نزاع میں الجھا کر اپنا کام کر لیا۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ بڑی بڑی نامور اور قابل احترام شخصیات پر مخالفین پاکستان ہونے کا الزام لگاتے ہیں انکو اپنے شجرہ نسب کے بارے میں بھی پوری معلومات نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ لوگ تحریک آزادی ہند کی اصل روح سے واقف ہیں۔ ان لوگوں نے سیاسی اختلاف کو کفر اور اسلام کی جنگ بنا رکھا ہے۔ اور بزعم خویش وہ قرون اولیٰ کے مسلمان ہیں اور انکے مخالفین قرون اولی کے کفار۔

یہ لوگ اپنی اس بے جا ضد میں ان لوگوں کو فراموش کر بیٹھے ہیں جنہوں نے در حقیقت نہ صرف قیام پاکستان کی مخالفت کی بلکہ پاکستان بن جانے کے بعد بھی انہوں نے پاکستان کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اپنی کوشش و سعی جاری رکھی۔

کیا یہ ثبوت انکے لئے کم ہے کہ اس گروہ کادیانیوں نے پاکستان میں اپنے مرنے والوں کی لاشیں امانتاً دفن کر رکھی ہیں۔ اور اپنے کارکنان کو یہ عمومی ہدایت کر رکھی ہے کہ جب بھی موقع ملے وہ ان امانتاً دفن شدہ لاشوں کو کادیان لے جا کر دفن کریں۔ کیا اس میں بھی سمجھنے کی کوئی بات ہے کہ یہ گروہ کب ان لاشوں کو کادیان لے جا کر دفن کرے گا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے (آمین) کیا پاکستان کی کوئی باغیرت حکومت اس گروہ ضالہ کو اس بات کی اجازت دے گی کہ وہ اپنی لاشیں یہاں سے نکال کر لے جائیں اور ہمارے مخالف ملک میں دفن کریں۔ میرے خیال میں اس بات کو سمجھنے میں کوئی پیچیدگی نہیں کہ اس گروہ نے پاکستان کو قطعی طور پر تسلیم نہیں کیا اور وہ ابتدا سے اس کوشش میں مصروف ہیں کہ پاکستان معاذاللہ بھارت میں دوبارہ ضم ہو جائے اور یہ گروہ اپنی لاشیں لے جا کر کادیان میں دفن کرے۔ آنجہانی مرزا بشیرالدین کے ایک "الہام" کی رو سے کادیانی پاک بھارت کنفیڈریشن کے نظریہ پر عقیدہ کی حد تک یقین رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس گروہ نے کون سا ہتھکنڈہ استعمال نہیں کیا جس سے بین الاقوامی سطح پر پاکستان کو بدنام نہ کیا جا سکتا ہو۔ پاکستان مظلوم ہونے کے باوجود دنیا کی نظروں میں ایک ظالم ملک ہے جس میں اقلیتوں کو جان و مال کا تحفظ حاصل نہیں۔ آنجہانی سر ظفر اللہ نے اپنے دور وزارت خارجہ میں دنیا کے مختلف

ممالک میں جا کر قادیانیت کے فروغ کیلئے کام کیا اور سرکاری مراعات و عہدہ کا ناجائز استعمال کیا۔ ان کی ملک سے وفاداری کا تو یہ حال ہے کہ بانئ پاکستان محمد علی جناح کے انتقال کے موقع پر سر ظفر اللہ نے یہ کہہ کر قائد کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا کہ مجھے ایک مسلمان مملکت کا کافر وزیر سمجھ لیں یا قائد کو ایک کافر مملکت کا مسلمان بانی سمجھ لیں۔ چنانچہ سر ظفر اللہ کافروں کی قطار میں بیٹھا رہا اور جنازہ نہ پڑھا۔ یہ تو ایک سیاسی بات تھی۔ اب ذرا اپنی حکومتوں کے مذہبی رویے کا جائزہ بھی لے لیجئے۔

بانئ پاکستان محمد علی جناح تحریک پاکستان کے ہراول دستے کے کمانڈر تھے۔ انکی دن رات کی کوششوں کی وجہ سے قیام پاکستان ممکن ہوا۔ انکی عزت و تکریم بطور قائد تحریک پاکستان کرنا ہر پاکستانی کا فرض ہے۔ سو وہ عزت و تکریم ہمارے دلوں میں بھی موجود ہے۔ لیکن کسی طرح بھی العیاذ باللہ بانئ پاکستان کا تقابل نبی کریم ﷺ سے نہیں کیا جاسکتا۔ جن کے وہ خود امتی ہونے پر فخر کرتے تھے۔ وائے بد قسمتی کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے ہوئے اس ملک میں بانئ پاکستان کی عزت و ناموس کو تو قانونی تحفظ حاصل رہا ہے جبکہ ہمارے نبی برحق اس تحفظ سے محروم رہے ہیں۔ پاکستان میں قادیانیوں کی تحریک نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف وہ زبان درازیاں کیں کہ ناطقہ سر بگریباں ہے۔ کسی حکومت کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس ٹولے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرتا۔ حکومتوں کی اس بے حسی اور لاپرواہی کی وجہ سے علماء حق کو تحفظ ختم نبوت کے نام پر دو عظیم الشان تحریکات (۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء) برپا کرنا پڑیں۔ جس کے نتیجہ میں ہزاروں افراد شہید ہوئے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں کئی ہزار شہدا کی قربانیاں بظاہر رائیگاں ہو گئیں جبکہ تحریک ثانی میں عوام نے حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ اور مرزائی قادیانی ہوں یا لاہوری قانوناً کافر و مرتد قرار پائے اس وقت سے لے کر آج تک مرزائیوں کا یہ ٹولہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے۔ اس بات کا کسی بھی حکومت نے نوٹس نہیں لیا۔ بظاہر ربوہ کو کھلا شہر قرار دے دیا گیا لیکن وہاں مسلمانوں کی مساجد میں ختم نبوت یا دیگر اسلامی موضوعات پر تقاریر لاؤڈ سپیکر پر نہیں کی جا سکتیں۔ جبکہ مرزائیوں کو اپنے منفی پروپیگنڈہ کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

قائدین کانگریس اور قائدین احرار کی آزادئ ہند کے بارے میں اپنی اپنی مخصوص رائے تھی۔ انکی رائے بظاہر مسلم لیگ کی رائے سے مختلف تھی۔ سیاست میں اختلاف رائے رکھنا ہر شخص کا اسلامی حق ہے لیکن یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ کانگریس یا احرار کے مسلمان زعماء اپنی اپنی سیاسی آراء میں بددیانت اور خائن تھے۔ جمعیت العلماء ہند، کانگریس، احرار یا مسلم لیگ کی اپنی اپنی سیاسی سوچ تھی اور یہ سب لوگ مخلص تھے۔ آزادی ہند کے بعد مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے ہر جماعت کے پاس اپنا اپنا پلان تھا۔

قیام پاکستان کے سلسلہ میں بانئ پاکستان محمد علی جناح کی رائے کو عوام میں پذیرائی حاصل ہوئی اور باقی جماعتیں سیاسی طور پر شکست کھا گئیں۔ قیام پاکستان کے بعد احرار نے اپنی شکست کو واشگاف الفاظ میں

تسلیم کر لیا۔ اور مسلم لیگ کے ساتھ متحد ہو کر یا یوں کہیئے پاکستان کی ترقی و استحکام کے لئے مصروف عمل ہو گئے۔ آج تک احرار کا کوئی کٹر مخالف بھی احرار پر یہ الزام نہیں لگا سکا کہ اسکے کسی رکن یا رہنما کی وجہ سے پاکستان کو کوئی نقصان پہنچا ہو۔ بلکہ ہم یہ کہنے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حق بجانب ہیں کہ ہم نے پاکستان کی بنیادوں میں اپنا خون دے کر پاکستان کو ایک مضبوط قلعہ بنا دیا ہے۔ جبکہ پاکستان کی "اماں جان" محترمہ مسلم لیگ کے رہنما روز اوّل ہی سے لوٹ کھسوٹ میں مشغول ہیں۔ تحریک پاکستان کی اوّلین مسلم لیگی قیادت کو چھوڑ کر جو بھی اقتدار میں آیا خوب آیا۔ اس نے پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کیا۔ مال بنایا اور چلتا بنا۔ کچھ عرصہ پاکستان لٹیروں کے سپرد رہا۔ کچھ مارشل لاء کے اور باقی نام نہاد جمہوریت کے جمہوری دور پیپلز پارٹی کا مرہون منت ہے۔ اور پھر کون شخص پیپلز پارٹی کی کرامات و مکاشفات سے واقف نہیں ہے۔ اس دور میں جتنا ادھر کا ادھر ہوا اس نے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دئیے۔

پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں

ہمارا نام لے لے کر اس قوم کو ڈرانے والوں نے اس ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ پوری قوم بے بسی و بے چارگی کے عالم میں ہے۔ ہم بھی انکے ساتھ محو حیرت ہیں۔ ہم تو بدنام لوگ ہیں۔ لیکن جن "نیک ناموں" نے اس ملک کا تیا پانچہ کیا۔ بحمد للہ ہم ان میں سے نہیں ہیں۔

گزشتہ دنوں ہمارے ایک صوبے کے وزیر اعلیٰ جنکے سر پر کپڑا اور ہاتھ میں بالٹی دے دی جائے تو دور ہی سے گوالے لگتے ہیں انہوں نے بھی مخالفین پاکستان کے خلاف نعرہ لگایا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسے مخالفین پاکستان ہیں جنکے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے میں حکومتیں بے بس ہیں اور وہ کونسے غدار ہیں جو ان حکمرانوں کے قابو میں نہیں آتے۔

کیا ہم ایسا نہ سمجھ لیں کہ اس ملک میں سوائے قادیانیوں کے کوئی غدار نہیں ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ کالا باغ ڈیم ماہرین کی رائے میں پاکستان کی ترقی و خوشحالی کے لئے از بس ضروری ہے۔ لیکن ہمارے دو صوبے اس ڈیم کی تعمیر کے لئے بالکل تیار نہیں ہیں۔ بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومتیں انکے سامنے بے بس ہو چکی ہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ پاکستان کے یہ دو صوبے غدار ہیں بلکہ ہماری رائے میں وہ اسی طرح مخلص ہیں جیسے قیام پاکستان کے وقت مسلم لیگ کے مخالفین مسلم علماء مخلص تھے۔ یہ تو سمجھنے اور سمجھانے کی بات ہے۔ اگر کوئی حکومت ان دو صوبوں کو راضی کر لے گی تو یہ ڈیم بن جائے گا اگر حکومتیں دلائل سے عاجز ہوں تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ کاش قیام پاکستان سے پہلے احرار اور مسلم لیگ کے درمیان بھی مذاکرات ہو جاتے تو آج مفاد پرستوں کو احرار کو بدنام کرنے کا موقع نہ ملتا۔

ہم اپنی حکومتوں سے التجا کریں گے کہ وہ اب اپنی غدار ساز فیکٹریاں بند کر دیں۔ پاکستان بنے پچاس

بقیہ ص ۳۷ پر دیکھیں